دینی مدرسوں کی اہمیت

سلیم یزدانی

جوں جوں مسلم معاشرے اور تہذیب نے ارتقا کی منازل طے کرنا شروع کیں، مساجد میں مدرسوں کے قیام کا عمل شروع ہوا سب سے پہلا مدرسہ مسجد نبوی شریف میں قائم ہوا جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اصحاب صفہ کو دینی امور تعلیم فرماتے تھے۔ اس کے بعد مسلمان جہاں بھی جاتے اور بستیاں بناتے وہاں مسجد تعمیر کرتے اور اس کے اندر اپنے بچوں کی دینی تعلیم کا اہتمام کرتے۔ دیکھا جائے تو یہ انسان سازی کے مراکز تھے جہاں پانچ چھ سال کے مسلمان بچے کو یہ بتایا جاتا تھا کہ ایک اچھا انسان کیسا ہوتا ہے۔ اسلام امن وسلامتی کا پیغامبر ہونے کے ساتھ ساتھ علم وعرفان (Kowledge) کے عام کرنے اور پھیلانے کا داعی دین ہے۔

یاد رہے ۱۱/۹ سے پہلے دینی مدرسوں پر یہ الزام کبھی نہیں آیا کہ وہ غیر مسلموں کے خلاف نفرت اور تشدد کا درس دیتے ہیں۔ درحقیقت دینی مدرسوں میں ایسا کوئی کام ہوتا بھی نہیں تھا لیکن جب مدرسوں کو اہل سیاست اور حکمرانوں نے اپنے مفاد کے لیے استعمال کرنا شروع کیا تو مدرسوں پر بھی تنقید کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ روس کے خلاف افغانستان میں دینی مدرسوں کے طلباء کو ایک ناقابل تسخیر ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا۔ مغربی ملکوں اور امریکہ نے اس کی حوصلہ افزائی کی۔ ہر طرح کا اسلحہ اور لڑنے کی تربیت فراہم کی۔

افغانستان میں روس کو عبرتناک شکست ہوئی، پھر یہ اس خانہ جنگی میں استعمال ہوئے جو روس کی پامالی کے بعد بڑے پیمانے پر ہوئی۔ ۱۱/۹ کا واقعہ ہوا تو نزلہ مدرسوں پر گرا۔ مغرب اور امریکہ کی حکومتیں اس بات پر بضد ہوگئیں کہ مدرسوں کا نظام ختم کیا جائے یا ان کی شکل بدل دی جائے۔ انہیں انتہا پسندی اور تشدد کی تعلیم سے پاک کیا جائے اور انہیں مغربی طرز فکر کا جامہ پہنا دیا جائے۔ ہمارے بعض عاقبت نااندیش لوگ بھی یہی راگ الاپنے لگے۔

میں نے کئی بار اپنے انہی کالموں میں حکمرانوں کے طرز عمل کی اصلاح کے لیے یہ لکھا کہ مدرسے بہت بڑی خدمت انجام دے رہے ہیں اور یہ تمام مدرسے سیاسی مقاصد کے لیے استعمال نہیں ہو رہے ہیں۔ اگر کچھ مدرسے اور ان کے طلبا کو جنگی یا سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کیا گیا ہے تو ان پر نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ جب غیر ملکی طلبا کو ملک بدر کرنے کی باتیں کی گئیں تب بھی میں نے یہ لکھا کہ جو طالب علم قانونی طور پر تعلیم حاصل کر رہے ہیں انہیں واپس نہ بھیجا

جائے۔

پھر اس بات کی بھی نشاندہی کی گئی کہ ۱۱/۹ کے واقعے سے دینی مدرسوں کے طلبا کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ جنھوں نے یہ کام کیا تھا وہ جدید تعلیم یافتہ افراد تھے اور یہ کہ ایسا ہونا خود اسرائیل اور مشرق وسطیٰ میں امریکہ کی غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے۔ گو صدر بش یہ کہتے ہیں کہ جو انتہا پسندی اور دہشت گردی ہو رہی ہے اس کا اسرائیل پالیسی سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن ان کا یہ کہنا درست نہیں، اس کا پورا پورا تعلق عربوں کے ساتھ امریکہ کی غیر منصفانہ پالیسی سے ہے۔ صدر پرویز مشرف کا یہ موقف بالکل درست ہے کہ مدرسوں کو بند کرنا ممکن نہیں تھا اس لیے کہ ایسا کرنے سے دس لاکھ طالب علم سڑکوں پر آجاتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تعداد دس لاکھ سے بھی زیادہ ہے اور اس میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں ایسے مدرسے شامل نہیں ہیں جو چھوٹے چھوٹے دیہاتوں کی مساجد میں قائم ہیں۔ دنیا میں کوئی ایسا نظام تعلیم نہیں ہے جو دس بارہ لاکھ بچے بچیوں کو مفت تعلیم، کپڑا، کھانا اور رہائش فراہم کرتا ہو۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق پاکستان میں چودہ ہزار یا اس سے کچھ زیادہ مدرسے ہیں ان میں سے دیوبندی مسلک کے مدرسوں کی تقریباً تعداد نو ہزار، بریلوی مسلک کے مدارس کی تعداد تین ہزار پانچ سو کے لگ بھگ، جماعت اسلامی کے انتظام میں چلنے والے مدرسوں کی تعداد تین سو، اہل حدیث مسلک کے مدرسے سات سو اور فقہ جعفریہ سے متعلق مدرسوں کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے۔

صدر پرویز مشرف کا یہ کہنا درست ہے کہ سارے مدرسے انتہا پسندی کی تعلیم نہیں دیتے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کوئی بھی مدرسہ جہاں قرآن وحدیث کی تعلیم دی جاتی ہے، وہاں نہ تشدد کا پرچار ہوتا ہے اور نہ وہاں اللہ کے بندوں سے نفرت کرنا سکھایا جاتا ہے۔ یہ کام ایسی درسگاہوں میں تو ہوسکتا ہے جہاں تعلیم دینے والے اپنے ذاتی نظریات کی تعلیم دیتے ہوں۔ اسلام تو ایک طرز زندگی ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا آئینہ ہے۔ مدرسوں میں بچوں کو قرآن وحدیث کے مطابق زندگی گزارنے کی تعلیم دی جاتی ہے انہیں یہ بتایا جاتا ہے کہ انہیں ایک محترم معاشرہ وجود میں لانا ہے، بامقصد زندگی گزارنی ہے، علم حاصل کرنا ہے اور اسے پھیلانا ہے۔ تجارت کرنی ہے تو کس طرح کرنی ہے، دیانت کو اختیار کرنا ہے، کسی کو دکھ نہیں دینا، جھوٹ نہیں بولنا، زندگی ایک نظم کے تحت گزارنی ہے، عبادت اور معاملات میں توازن رکھنا ہے۔ واضح رہے کہ اسلام غور وفکر اور تدبر کی تلقین کرتا ہے۔

اسی غور وفکر اور تدبر کی بدولت مغرب میں روشنی پھیلی۔ علم وعرفان اندلس اور مشرق وسطیٰ سے اور جہاں جہاں مسلمان تھے وہاں سے مغرب میں پہنچا۔ اسلام یہ تعلیم نہیں دیتا کہ علم وعرفان صرف مسلمانوں کا حق ہے، یہ تمام بنی نوع انسان کا حق ہے۔ ہاں اگر ان مدرسوں کو ذاتی افکار سے بلند کر کے قرآنی افکار کا مرکز ومحور بنانا ہے تو اس حوالے سے ان میں جدید علوم بھی پڑھائے جاسکتے ہیں اس لیے کہ یہ سارے علوم انسانوں کی فلاح اور رب کریم کو پہچاننے کی طرف لے

جاتے ہیں۔

درحقیقت مغرب اور امریکی مفکرین اور حکومتوں کا اسلام کے بارے میں Perception قطعاً ناقص ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ۱۱/۹ کے واقعے میں کیوں کہ عرب مسلمان ملوث تھے تو یہ اسلام کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس کا اسلامی طرز زندگی اور اسلامی تعلیمات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ۱۱/۹ کا واقعہ انسانی ردعمل کا نتیجہ تھا۔ اسرائیل، امریکہ اور مغرب کی پشت پناہی کی بدولت فلسطینی عربوں پر مظالم کر رہا ہے اس لیے ایک خاص سیاسی اور جنگی جنون اور ردعمل میں مبتلا لوگوں نے ٹریڈ ٹاورز کو نشانہ بنایا۔

برطانیہ میں، جرمنی میں، ہالینڈ میں، فرانس میں اور تقریباً تمام یورپ میں یہودی مدرسے بھی ہیں، کرسچین مدرسے بھی ہیں اور اسلامی مدرسے بھی ہیں ان میں سب سے بہتر انداز میں چلائے جانے والے مدرسے اسلامی مدرسے ہیں، اس کا اعتراف برطانوی حکومت کر چکی ہے بلکہ انھوں نے تو یہاں تک کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ برطانیہ کے تمام مدرسے اسی طرح کے ہوں جو ایک پاکیزہ و محترم معاشرے کو جنم دیں۔ ۱۱/۹ کے بعد کے حالات نے اسلام کے مخالفین کو پروپیگنڈے کا موقع فراہم کر دیا کہ وہ اسلام کو تشدد اور انتہا پسندی کا ذمہ دار ٹھہرائیں۔

یہ اسلامی تعلیمات کا نتیجہ تھا کہ اسپین میں مسلمان اور عیسائی ہزار سال تک پرامن طور پر رہتے رہے اور یہودیوں کو مسلمانوں کے دور میں اپنی معاشرے میں وہ عروج حاصل ہوا کہ وہ اسے سنہرا دور قرار دیتے ہیں۔ اس کی دوسری بڑی مثال بھارت ہے جہاں مسلمان ایک ہزار سال تک حکمران رہے اور مسلم وغیر مسلم پرامن طور پر ساتھ رہتے تھے۔

موجودہ دور میں بوسنیا میں مسلمان عیسائیوں کی طرف سے ہوئی ہے۔ جیسا میں نے کہا کہ اسلام ایک طرز زندگی ہے اور اس کو اندر اور باہر سے خطرہ لاحق ہے۔ بیرونی طاقتیں اس اسلامی وژن کو کرپٹ کرنا چاہتی ہیں۔ اس کا مقابلہ علم و عرفان سے کیا جاسکتا ہے۔ ہر سطح پر علم کو پھیلایا جائے اور اسلام کے بارے میں مغرب و امریکہ کا Percepition تبدیل کیا جائے۔ یہ کام ایک تعلیم یافتہ مسلمان بہتر طور سے کرسکتا ہے جو مسلمان ملکوں میں رہتا ہے اور جو باہر یورپ اور امریکہ میں رہتا ہے۔ اس کے لیے یونٹی کی ضرورت ہے، کامن گراؤنڈ وجود میں لانے کی ضرورت ہے اور اسلام کے صحیح نظریات جو زندگی سے متعلق ہیں انہیں متعارف کرانے کی ضرورت ہے۔ اس مقصد میں دینی مدرسے بڑا کام کرسکتے ہیں اور خاص طور سے وہ مدرسے جو خالصتاً قرآن اور حدیث کے مطابق نصاب پڑھاتے ہیں اور جو انسانوں کو محبت اور مروت کا درس دیتے ہیں۔

☆......☆......☆